THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT
Wednesday, the 25th January, 2012
(77th Session)
Volume V, No.10
(Nos.1-8)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran…………………….
2. Questions and Answers (deferment)………………..
3. Leave of Absence………………………………...
4. Adjournment Motions:
   - i. The pilferage of huge quantity of water from Tarbela and Chashma Dams.………………...
   - ii. Threats in operation of Telecom Foundation because of political appointees……….……..
5. Legislative Business…………………………….……..
6. Point of order:

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume -V SP. V ( )/2011
No. 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, the January 25, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۲۸ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَ

الَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ

وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڔ

ترجمہ:۔ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے ہر ایک دین پر غالب کرے اور اللہ کی شہادت کافی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع و سجود کر رہے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے یہی وصف ان کا تورات میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف ہے۔

(سورۃ الفتح آیات ۲۷ تا ۲۸)

جناب قائم مقام چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وزیر امور خارجہ تو وزیراعظم صاحب کے ساتھ روانہ ہو گئی ہیں۔ کامرس منسٹری کے سوالات کا جواب دینے کے لیے وزیر صاحب موجود ہیں۔ ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی۔

Q. No.73.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary?

Fd. By T02.

Sial//Altaf(Ed.) T02−25Jan2012 ER1 5.00

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ یہ سوال اس سے پہلے آیا تھا اور ہم نے یہ بات کہی تھی کہ مکمل معلومات نہیں دی گئیں اور یہ بھی کہا تھا کہ investment at a time ایک سٹاک ہوتا ہے اور income ایک flow ہوتا ہے اور flow کے لیے یہ ضروری ہے کہ بتایا جائے کہ اس کا total covered period کیا ہے لیکن مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ جس طرح جن خامیوں کے ساتھ یہ جواب پچھلی مرتبہ آیا تھا، وہی repeat ہو گیا ہے اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ وزراء صاحبان کیا کام کر رہے ہیں اور ان کے Secretaries بروقت سوالات کو دیکھ کر اس لحاظ سے ان کے جوابات تیار نہیں کرتے تو وزراء اس بات کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں؟ یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔ بالکل وہی جواب ہے جو پہلے آیا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ چھاپہ ہے۔ جی گل صاحب۔

جناب اکرم مسیح گل (وزیر مملکت برائے قومی یکجہتی): شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! جو question پوچھا گیا تھا اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود اگر معزز رکن کو زیادہ information چاہیے تو ہم State Life Insurance Corporation کے ساتھ ان کی briefing رکھوا سکتے ہیں، کیونکہ یہ سوال بار بار آرہا ہے تو ہم اس کی complete detail کے لیے ایک briefing کا arrangement کروا دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! وزیر موصوف کی اس فراخدلانہ پیش کش کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ ہم نے جو معلومات مانگیں تھیں اور وزیر صاحب یہاں موجود تھے، ان کی موجودگی میں، میں نے اور

بلیدی صاحب نے بھی یہ کہا تھا کہ ہمیں exactly بتایئے کہ اس میں کونسا period covered ہے، اب بھی وہی آرہا ہے کہ Investment as on June, investment کی figure آگئی، اس کے بعد investment, income in millions لیکن یہ کس period کی ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہم نے اشارہ بھی کیا تھا کہ غالباً یہ چھ مہینوں کی ہے، اس لیے کہ نیچے آپ نے لکھا ہے کہ total 30 billion ہوجائے گی اور اگر یہ سال اس کے ساتھ جوڑیں تو پھر صرف 15 billion سے کچھ کم بنتا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اس اشارے کا بھی کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا اور جو جواب پہلے دیا تھا یعنی word for word وہی repeat کر دیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ lethargy اور کیا ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی گل صاحب، آپ وہ information دے دیں۔ اگر تیاری ہے تو بتا دیں، نہیں ہے تو مجھے چٹ بھجوا دیں۔

جناب اکرم مسیح گل: جناب والا! یہاں پر جو data دیا گیا ہے یہ دسمبر تک کا دیا گیا ہے کہ دسمبر تک 14 billion investment income ہوئی ہے اور جو ہماری پاکستان کی total investment ہے وہ 245 billion ہے۔ نیچے انہوں نے rough figure بھی بتائی ہے کہ ایک سال کے اندر اندازاً 30 billion profit State Life Insurance کو ملتی ہے اور یہ کوئی total investment کا 20% بنتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہم نے offer دی ہے کہ جو مزید information چاہیے اس کے لیے briefing arrange ہوجائے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آج کل State Life Insurance کے کون چیئرمین ہیں؟ ہاں وہ شاہد عزیز صدیقی صاحب ہیں۔ یہ وقت وقت کی بات ہے۔

جناب اکرم مسیح گل: بالکل ہم تو خود چاہتے ہیں کہ جتنے ادارے ہیں وہ پارلیمنٹ کو answerable ہوں اور یہ معزز ایوان اسی لیے بنایا گیا ہے کہ جو ادارے اپنا proper function نہیں کر رہے ان کے لیے یہ پالیسی formulate کرے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! ایک چیز کے سمجھنے سے قاصر ہوں کہ وزیر ہر بات پر ہمیں کیوں briefing دیتے ہیں۔ یہ بنیادی سوال ہے کہ وزراء صاحبان یہاں سوالوں کا جواب نہیں دیتے۔ اس طرح کتنے لوگوں کو briefing دیں گے۔ یہ تو ممکن ہے کہ پروفیسر چلے جائیں گے، بلیدی صاحب چلے جائیں گے لیکن یہ سوال اس ہاؤس کی property ہے۔ یہ جو بھی جواب نہیں دے سکتا وہ کہتا ہے کہ میں briefing دے دوں گا، میرے chamber میں آ جاؤ۔ بھئی ہم chamber میں کیوں آجائیں۔ یہ پارلیمنٹ ہے اور آپ کو جواب یہاں دینا ہے۔ جناب! یہ کیا بات ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے صحیح point out کیا ہے۔ جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: کیا وزیر محترم یہ بتا سکیں گے کہ rate of return کا جو نمایاں variation ہے، ان چار وجوہات میں جو آپ نے یہاں دی ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اور کیا portfolio management کا نظام آپ کے ہاں ہے جس میں یہ دیکھا جا سکے کہ اگر کسی stream سے income آرہی ہے تو اسی investment کو ایسے اداروں میں ڈالا جائے جہاں investment کی return بہتر ہے۔ یہاں نظر آرہا ہے کہ چاروں میں variation ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب اکرم مسیح گل: میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ fresh question بنتا ہے لیکن پھر بھی میں تھوڑی سی information دینا چاہوں گا کیوں کہ یہ ادارے ہمارے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کی بہتری ہو۔ آپ نے یہاں نمبر 4 پر دیکھا ہوگا کہ loan to policy holder ہے۔ اس میں جتنے بھی لوگ State Life کے اوپر اعتماد کرتے ہیں اور جن کی policies وہاں پر ہیں، ہمارے پاس ان کے جتنے پیسے جمع ہیں ان سے کم amount ہم انہیں loan پر دیتے ہیں تاکہ investment کے حوالے سے پاکستان کی income میں اضافہ ہو۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! سوال بڑا مختصر تھا۔ سوال یہ تھا کہ جو چار reasons آپ نے بتائی ہیں ان میں جو variations ہیں ان کو monitor کرنا، جس کو ہم فنانس کی اصطلاح میں portfolio management کہتے ہیں۔ یعنی یہ کہ کہاں سے rate of returns آئی ہیں، کہاں سے rate of returns کم ہیں،

جہاں کم ہے ، بروقت آپ اس کو shift کر دیں تا کہ rate of return high ہو سکے۔ میرا یہ سوال ہے لیکن آپ کیا جواب دے رہے ہیں ؟

جناب قائم مقام چیئرمین: ہم یہ حصہ چھوڑ دیتے ہیں، مخدوم صاحب آ کر ہمیں سمجھائیں گے کہ جہاں بہتری ہے ادھر جائیں گے، جہاں بہتری نہیں ہے .sleep over it ہم پھر مخدوم صاحب کے لیے wait کریں گے۔

It is deferred. Now Question No.8, Hafiz Rashid Ahmed. Yes, Mashhdi sahib.

Q. No.8.

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کو میں نے defer کر دیا ہے۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب ! آپ نے defer تو کر دیا ہے لیکن

There are 8 questions of which replies have not been received, 8 out of 11. پہلے تو وزراء نہیں آتے تھے۔ آج اللہ کے فضل سے وزراء کام کر رہے ہیں مگر ان کی branches ساری کی ساری مری گئی ہوئی ہیں۔ ان کا کام ہے کہ ان سب کو sack کریں۔

They should sack their secretaries. They should show that they are Ministers of Government of Pakistan. They should show that they have the authority. When they have the authority they have the responsibility to answer the questions. So, if they do not sack their staff for this inefficiency, it shows the contempt that their officials are having for the Upper House of Pakistan. This is unacceptable in any form whatsoever. Eight questions out of 11 have not been answered and the Ministers after a lot of trouble have started coming, so have they given leave to their staff or have the staffs taken over their ministries. They bully the Ministers and they don’t listen to the Ministers. If a staff member does not listen to the Minister, the Minister should show grace and resign, otherwise sack those people who don’t listen to them. The Ministers must have strength and the Ministers

must show their strength and they must show that they represent the Government of Pakistan and they represent the Prime Minister of Pakistan. Thank you Mr. Chairman.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آٹھ سوالوں کا جواب نہیں ہے صرف تین کے جوابات آئے ہیں اور یہ بھی صورت ایسی ہے کہ یہ deferred سوالات تھے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو extra ایک week ملا ہے، اس کے باوجود جوابات نہیں آئے ہیں آخر ہم اس سے کیا معنی لیں۔ مشہدی صاحب نے جو بات کی ہے وہ میرے خیال میں ہم سب کے لیے بڑی ہی افسوسناک ہے، اس حکومت کے لیے اور اگر حکومت Parliament کو جوابدہ نہیں ہے تو پھر کہاں ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: بخاری صاحب! میرے خیال میں ان سوالوں کو defer کرا دیں تو بہتر ہو گا کیونکہ جب تک وہ خود موجود نہیں ہوں گے بات نہیں بن رہی۔ گل صاحب میرے بھائی ہیں لیکن وہ کب تک اس کو face کریں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! بیشتر سوالات Ministry of Commerce سے related ہیں and the Minister for Commerce is not present today. It would be better to defer these questions. جناب! ان کو defer بھی کر دیں اور I will convey to the Minister concerned کہ یہ جو state of affairs ہے it is not acceptable to the Parliament and to the Senate and the notice should be taken of it.

جناب قائم مقام چیئرمین: بالکل defer کرتے ہیں اور وزراء صاحبان کو کہیں کہ آئندہ وہ تیاری کر کے آئیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Surly sir, I will convey it.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ہم Leader of the House کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ ایسے الفاظ میں انہیں convey کریں تا کہ وہ اسے سمجھ سکیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے یہ بات convey ہو گئی ہے۔ اب مزید سوالات نہیں ہیں، وزیر موجود نہیں ہے۔ اب ہم next agenda کی طرف move کرتے ہیں اور Leave Applications لے لیتے ہیں۔۔

آگے ٹی 3---

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ سیمیں صدیقی صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر 18 سے 23 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر پائی تھی اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیا صاحبہ نے 24 اور 25 جنوری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سیدہ صغریٰ امام صاحبہ 23 جنوری کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھی اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب عدنان خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر 24 اور 25 جنوری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سید فیصل رضا عابدی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر 23 سے 25 جنوری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر ندیم احسان نے اطلاع دی ہے کہ کراچی میں پہلے سے طے شدہ سرکاری مصروفیات کی بنا پر 25 اور 27 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now, we take up the Adjournment Motion, Prof. Khurshid *Sahib*, on the pilferage of huge quantity of water from Tarbela Chashma.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین!

I seek the leave of the House to move the following Adjournment Motion. "The News of December 12, 2011 has reported that perhaps for the first time in the Pakistan's history over 200,000 cusecs of water have disappeared from the Tarbela Chashma reach since November 14, 2011. It is feared that this theft will cause 20 to 25% water shortage in Rabi season adversely affecting agriculture in Sindh and Punjab in particular". It is a matter of urgent national importance. I therefore beg to move that normal business of the House may be adjourned to discuss the situation at length.

جناب چیئرمین! ہم نے چوری کی بہت سی چیزیں سنی تھیں، دیکھی بھی ہیں اور قانون بھی اس کے بارے میں بنایا گیا ہے لیکن یہ غالباً نادر چیز ہے کہ 2 لاکھ کیوسک واٹر ہمارے دریاؤں سے غائب ہو جاتا ہے اور واپڈا اور ارسا دونوں لڑ رہے ہیں اور کسی کو فکر نہیں ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ جو اس سے canal نکلتی ہے وہ بھی hardly 1500 cusecs per day لے سکتی ہے لیکن یہ average 7000 سے 20000 cusecs per day آرہا ہے۔ اس لئے کہ یہ جو معلومات سامنے آئی ہیں یہ صرف اڑھائی تین ہفتے کی ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنا اہم مسئلہ ہے اور خاص طور پر اس وقت تک کہ ایک طرف irrigation کے لئے پانی کی ضرورت ہے، دوسری طرف بجلی کا معاملہ ہے جو water storage سے متعلق ہے۔ میرا Adjournment Motion move کرنے کے بعد آج تک میرے علم کی حد تک اس سلسلے میں نہ کوئی وضاحت ارسا کی طرف سے آئی ہے، نہ واپڈا کی طرف سے آئی ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے کوئی response کی۔ تو میں چاہوں گا کہ اس مسئلے کو جس اہمیت کا یہ حامل ہے آپ Adjournment Motion منظور کرکے بحث کے لئے موقع دیں الا یہ کہ وزیر محترم اس معاملے میں کوئی خاص بات ہمیں بتانا چاہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نوید قمر صاحب نہیں ہیں اس کو پھر pend کراتے ہیں۔ Next Information Technology کے بارے میں ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس کو لے لیں۔

Mr. Acting Chairman: We move to the next Adjournment Motion, Prof. Khurshid Ahmed *Sahib*.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, I seek the leave of the House to move the following Adjournment Motion. "It has been reported in the Daily News dated 20th of June, 2011 that the Telecommunication Foundation (TF) with assets of over Rs.100 billion, functioning under the administrative control of the Ministry of Information Technology (IT), is facing serious threats to its operation because of the political appointees who are also facing corruption charges and are guilty of other irregularities. Telecommunication Foundation is an important national institution and corruption and misuse of resources is going to inflict huge loss to it". This is a matter of urgent national importance and I beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this matter.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اس کو oppose کرتے ہیں؟

Makhdoom Shahabuddin (Minister for Textile Industry): Sir, I oppose.

Mr. Acting Chairman: O.K. Prof. Khurshid Ahmed *Sahib*.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب۔ جو رپورٹس شائع ہوئی ہیں اخبارات کے اندر اس سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ یہ ایک نہایت اہم قومی ادارہ ہے جس کی غالباً assets جس طرح میں نے عرض کیا 100 billion ہیں اور اس کے annual administrative expenditure 2 billion سے زیادہ ہے۔ رپورٹس یہ کہتی ہے کہ اس میں وسائل کا ضیاع high level پر ہے۔ چیئرمین کا appointment محور نظر ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ ماشاءاللہ نیب زدہ ہیں اور جب معلومات ان کے بارے میں دی گئی تو ان کا کیس Law Ministry کو بھیج دیا گیا۔ Law Ministry نے اپنی رائے دینے میں ایک سال لگایا لیکن اتفاق سے رائے ٹھیک دے دیں کہ اگر نیب میں کوئی convict ہو گیا ہے چاہے اس نے پیسہ واپس دے دیا ہو۔ جس طرح ماشاءاللہ ایک وزیر کے بارے میں بھی ہو چکا ہے کہ چار کروڑ اس کے اکاؤنٹ میں آیا اور وہ واپس ہو گیا اور وہ پاک صاف ہو گئے لیکن Ministry of Law کی opinion

یہ ہے کہ اگر ایسا conviction ہوا ہے اور پیسہ واپس ہو گیا ہے جب بھی the person stands convicted and would be treated as such. لیکن اس کے باوجود appointment آج تک غالباً جاری ہے۔

نمبر دو، Administrative irregularities جو millions میں ہیں۔

نمبر تین، کاروں کا غلط استعمال اور پٹرول کا استعمال۔ سب سے اہم چیز یہ تھی کہ جس functionary کے لئے یہ کام کر رہی ہے اس function میں performance نہ ہونے کے برابر ہے۔ تو یہ جو اربوں resources ملک کی اس طرح ضائع کی جا رہی ہیں اور ادھر ہم IMF کے آگے جا کر بھیک مانگ رہے ہیں۔ امریکیوں کے آگے جھولی پھیلا رہے ہیں۔ عوام کا حال یہ ہے کہ غربت، فاقہ، بے روزگاری اور انرجی کا بحران ہے۔ چار سال آپ کو مل چکے ہیں۔ اگر چار سال میں آپ سے یہ کام نہ ہو سکے۔ میں کوئی نام نہیں لے رہا ہوں اس لئے کہ یہ میرا مزاج نہیں ہے لیکن اخباری رپورٹ کے اندر نام بھی دیے گئے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کون، کس کا blue eyed boy ہے۔ اگر الزامات صحیح ہے تو پھر دوسروں کے آگے رونے کی بجائے ہمیں اپنا حساب کرنا ہے کہ ہمارے ہاں معاشی اعتبار سے اور مالی اعتبار سے کیا کیا بدعنوانیاں ہو رہی ہیں جن کو check کئے بغیر آپ ملک کی معیشت کو صحیح راستے پر نہیں لا سکتے اور عوام کو بھی خوشحالی نہیں دے سکتے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس کے اندر misuse of resources بھی ہیں۔ اس میں violation of Law and Constitution بھی ہے۔ اس میں کرپشن بھی ہے، اس میں administrative lapses بھی ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں یہاں پر قومی اہمیت کے معاملات پر غور کے لئے اور کیا چاہیے؟ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، مخدوم صاحب! Your point of view please.

Makhdoom Shahabuddin: Thank you sir. Sir, I am grateful to Prof. *Sahib*. He certainly is a very balanced person. I did know why his annoyance..... because when you move an Adjournment Motion, you actually censuring the Government. Basically, I think a Call Attention Question should have been moved. Somehow it is his privilege whatever he has done sir, that is his privilege, his right. Sir, I have gone through this whole paragraph. Actually it is based on two things. First of all the assets, and then the operative part, is political appointees. Now, I will make an effort to explain both these facts. I believe that

this Adjournment Motion is based on fragile foundations. First of all it is a news item and whoever gave this news, he did not actually go into the details. As I said, there are certain things which were not taken into account. Now, it says 100 billion. That is not true sir. It is not 100 billion. On the 30th of June, the assets disclosed by the Telecommunication Foundation were to the tune of………..

(Followed by T04)

T04−25Jan2012 Rauf/ Saifi Ed/ 5−20/UR10

Makhdoom Shahabuddin …… cont …….. on the 30th of June the assets disclosed by the Telecommunication Foundation were to the tune of 681 million rupees. So I think this news item is absolutely incorrect and political appointees, basically this man, the MD Telecommunication Foundation, his name was Yousafzai Gul Bahadar, long time retired, no longer functioning and it is true also that there was some corruption charges on him. There was an enquiry which was being conducted by the NAB and ultimately voluntary return basis he was exonerated. Basically he was the man from PTCL when these charges were levelled against him. After his voluntarily return basis he was exonerated and then, after his retirement he came over and he is no longer over there. I would rather suggest that the matter, let us not get alarmed over the situation and PM. I would like to suggest over here, submit over here that the Prime Minister has very graciously approved a plan and that is to advertise this post and let it be conducted on merit basis. So it will be done on merit basis and people like him would not be taken. Thank you very much.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: gracious کو چھوڑیں بس انگریزی ہماری مادری زبان تو نہیں ہے۔ سرائیکی میں انہوں نے انگریزی کو translation کر لی ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: انگریزی ہماری سرکاری زبان بھی ہے اور ہم اس انگریزی کو چھوڑنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں ۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ذرا یہ بتادیں کہ ان اصحاب کو appoint کب کیا گیا تھا ۔ تاریخ کیا ہے ؟ اور وہ رٹیائرڈ کب ہوئے ہیں اور کتنے عرصے رہے ہیں ۔

مخدوم شہاب الدین: جناب! وہ تو رٹیائر ہو چکے ہیں اور کافی عرصہ ہو گیا ہے ---

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: لیکن صحیح بتائیں ۔

مخدوم شہاب الدین: میں عرض کرتا ہوں میرے پاس ہے ۔ 2008 میں وہ رٹیائر ہو گئے ہیں ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: کیا بات کر رہے ہیں ۔ 2008 میں وہ PTCL سے رٹیائر ہوئے ہیں ۔ میں آپ سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن میں کب appoint ہوئے ہیں ---

مخدوم شہاب الدین: ہاں جی، PTCL سے رٹیائر ہوئے ہیں ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: وہ تو الگ معاملہ ہوا ۔ اس وقت میں جس کو deal کر رہا ہوں یہ Telecommunication Foundation اس فاونڈیشن میں کب appoint ہوئے اور اگر وہاں سے رٹیائر کریں تو وہ کب ہوئے ہیں ۔

مخدوم شہاب الدین: جناب والا! all I know that he is retired, I really do not have the date with me.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ تو بڑی عجیب بات ہے اس لیے کہ پورا کیس hinged ہے ان کے معاملے کے اوپر، تو آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے تھا کہ وہ کس تاریخ کو appoint ہوئے اور کس تاریخ کو رٹیائر ہوئے ۔

مخدوم شہاب الدین: یہ آپ نے صحیح فرمایا ہے ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: دوسری بات یہ ہے کہ جس چیز کو آپ نے اصول بنایا ہے ۔ میں Ministry of Law کا verdict آپ کو سنا دینا چاہتا ہوں ۔ Ministry of Law کہتی ہے ۔

An employee who is aware of the benefit of sub-section (b) of section 25 shall be deemed to have been convicted for the offence under the NAB ordinance and shall forthwith cease to hold public office as it amounts to plead him guilty.

یہ Law Ministry کی official recommendation اس کیس پر ہے لیکن اس کے باوجود انہیں appoint بھی کیا گیا ہے ، وہ رکھے بھی گئے اور ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ ایسے معاملات میں اگر افراد آجاتے ہیں تو کوئی بات نہیں ہے وہ چلے گئے ہیں تو یہ معاملہ ختم ہو گیا اس طرح معاملہ ختم نہیں ہوتا ہے---

مخدوم شہاب الدین: میں آپ سے agree کرتا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہت clear معاملہ ہے۔ مجھے خوشی ہے میرے ساتھ اتفاق سے مخدوم صاحب ہمیشہ بہت ہی considerate رہے ہیں معاملات کے اندر، لیکن خدا کے لیے آپ یہ دیکھیئے کہ اگر 691 ملین ہیں یا بلین ہے ٹھیک ہے آپ کے پاس جو معلومات ہیں اس پر میں اعتماد کرتا ہوں لیکن 691 ملین بھی اس ملک کے لیے کوئی معمولی رقم نہیں ہے۔ اگر کوئی بھی ادارہ اور اس کے سربراہ غلط استعمال کر رہے ہیں ۔ ٹھیک تین چار اداروں کا ذکر ہے کہ کس طریقے سے وہ competent نہیں ہیں ۔ صرف معاملہ M.D کا نہیں ہے بلکہ اکاونٹ کے انچارج جو ہیں chartered accountant qualification چاہیے صرف chartered accountancy کا intermediate پاس کیا ہے اور اس واسطے سے وہ اس پر براجمان ہیں ۔ آپ ملک کو کہاں لے جا رہے ہیں ۔ یہ میرا اور آپ کا مسئلہ نہیں ہے یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے اور خدانخواستہ میرا مقصد گورنمنٹ کو down grade کرنا نہیں ہے لیکن ان پیسوں کے لیے ان چور دروازوں کو بند کیجئے ، یہ اگر ہماری تباہی ہو رہی ہے تو خدا کے لیے اس کی فکر کیجئے۔ یہ مسئلہ point score کرنے کا بالکل نہیں ہے بلکہ جو حقیقی مسائل ہیں جو ہمارے ادارے ہیں ، ان اداروں کو قوم کے، ملک کے مفاد میں قانون کے مطابق چلنا چاہیے ۔ منظور نظر اور ناپسندیدہ کی بنیاد پر نہیں چلنا چاہیے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح بات ہے ۔ آپ کی بات بھی بہت وزن رکھتی ہے اور انہوں نے جو re-advertise کیا یہ راستہ بھی یہی ہے کہ open advertise کریں کہ لوگ competition کے ذریعے آئیں اور صحیح لوگ آجائیں ۔ ہماری سیاسی حکومتوں کی عزت اسی سے بنے گی ۔ Thank you, move to the next ابھی time ہے ۔ یہ ان کا adjournment motion ہے پروفیسر خورشید صاحب کا، ایک تو ہو گیا ۔ دو اور کر لیتے ہیں ۔ جی مندوخیل صاحب ، آپ mover نہیں ہیں ۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں ایسے ہی ایک request کر رہا ہوں انشاء اللہ قانون کے مطابق ٹھیک ہو گا کہ میرا یہ point of order تھا یہ information technology محکمے کے بارے میں ، کہ اس میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو ابھی تک سالوں

سال سے ریگولر نہیں کیا جا رہا ہے۔ تو میری request یہ ہے کہ انہیں ریگولر کریں۔ ابھی اس پر موقع مل گیا ہے آپ خود تشریف لائے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مخدوم صاحب on behalf of Naveed Qamar صاحب آئے ہوئے ہیں۔ IT is with you.

Makhdoom Shahabuddin: IT is with the Prime Minister's directly but on his behalf.

جناب قائم مقام چیئرمین: ہماری IT کمیٹی کی بڑی ضروری meeting ہو رہی ہے۔ اس میں coming Wednesday آپ ضرور شریک ہوں۔ کل مسئلہ 3G کا مسئلہ اٹھا ہے۔ اس پر تیاری کرالیں ان سے ہمارے پاس جواب دہی کرا دیں ہمارے IT کمیٹی کے جو سارے سینیٹرز ہیں۔

مخدوم شہاب الدین: O.K, sir

جناب قائم مقام چیئرمین: اپنے گاؤں سے چکر لگا کر Wednesday تک آجائیں۔

مخدوم شہاب الدین: میں Monday کو آجاؤں گا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب، میں point of order پر یہ لے رہا تھا اور ایک request اب بھی ہے۔ آپ خود آئے ہیں اور آپ کے سامنے ہماری عرض ہو گی، مخدوم صاحب میری طرف توجہ نہیں دے رہے ہیں۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مخدوم صاحب آپ کی طرف توجہ ضرور دیں گے۔

مخدوم شہاب الدین: جناب، ایک کمیٹی ہے اور خورشید صاحب اس کو head کر رہے ہیں اور وہ regularize کر رہے ہیں This process is on۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کسی front پر خورشید شاہ کو استعمال کریں گے۔ ٹکٹ دینے کی بات بھی ان کے ذمے ہے۔ اندرونی معاملات بھی سنبھالنے میں ان کی ذمہ داری ہے کل کو کہیں کہ domestic problems بھی خورشید شاہ سے حل کرائیں کہ ان کی expertise سب سے زیادہ ہے۔

مخدوم شہاب الدین: جناب، بات یہ ہے کہ He is versatile person.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب میرے سوال کا کیا جواب ہوا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ کریں گے۔ خورشید شاہ صاحب regularize کر رہے ہیں ان سے meeting کریں گے، وہ آ جائیں گے۔

مخدوم شہاب الدین: جناب، خورشید شاہ وہ کر رہے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب، آپ کے ذریعے خورشید صاحب کو کہیں۔

مخدوم شہاب الدین: میں آپ کی ان سے ملاقات کرا دوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ ان کو convey کریں کہ یہ جو regularize کرنا ہے وہ کر دیں۔

مخدوم شہاب الدین: O.K.

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب یہ اگلا بھی sexual harassment کا مسئلہ take up کر لیں کیونکہ کھوکھر صاحب یہاں موجود ہیں۔ sexual harassment یہ ہمیں سینیٹرز کو اس چیز کی فکر نہیں ہوتی ہے۔ جی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی پانچ منٹ ہیں۔ پھر نماز کا وقفہ ہو رہا ہے۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: یہ تیسری ایڈجرنمنٹ موشن ہے۔ رولز کے مطابق۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آج تک تو بڑی مشکل سے وزراء آئے ہوئے ہیں۔ وزراء جب نہیں آتے ہیں تو اس وقت کونسا رول چلتا ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: You can not by pass the rules at least

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ sexual harassment کا جواب دیں گے۔ پہلے motion admit تو ہو جائے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرا خیال ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس صحیح کہہ رہے ہیں کہ پہلے ایک admit ہو جائے تو پھر دوسری نہیں ہوتی ہے۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: Rule 79 پڑھ لیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب! پہلے دونوں بھی admit نہیں ہوئے ہیں۔ ابھی تیسرے پر try کر رہے ہیں۔ پہلے دو دفعہ ہاں نہیں ہوئی ہے۔ تیسرے پر اگر ہاں ہو گئی تو۔۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Admission is something else and taking up is something else. That is a different thing now.

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں خورشید صاحب، آج ان کی بات مان لیتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ٹیکنیکلی یہ ٹھیک ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹیکنیکلی صحیح بات کر گئے ہیں۔ legislative business کچھ کر لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: آپ کی اجازت سے یہ Human Right Commission کا بل آپ نے پیش کیا ہے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ ابھی recently بلوچستان میں human rights violation بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ اگر آپ خٹک صاحب کو کہہ دیں کہ وہ جا کر وہاں کوئی meeting کر لیں اور ان مسئلوں کو ایک بار پھر explore کرنے کی کوشش کریں تو یہ میری گزارش ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں I am with you.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب وہ آپ کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ میں کر دوں گا، خٹک صاحب پہلے بھی مل کر آئے ہیں، ابھی دوبارہ ان کو بھیجیں گے۔ Item No. 3. طاہر مشہدی صاحب آجائیں۔

آگے۔ یو۔۔۵۔۔۔

T05–25JAN2012 UR2 SAIFI TIME 0530

Mr. Acting Chairman: Item No.3. Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman I the Chairman Committee on Rules of Procedure and Privileges, to move that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the privilege Motion moved by the

then Senator Muhammad Azam Khan Swati regarding the forged passport and ID card carrying his picture used by unknown person for import of car, be condoned till today.

جناب قائم مقام چیئرمین: اس سے پہلے کہ میں کوئی بات کہوں رحمٰن صاحب وزیر داخلہ کی سم کیسے نکل گئی ہے وہ بھی آج classic چیز ہو گئی ہے۔ اس پر بعد میں بحث کریں گے۔

It has been moved that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the privilege Motion moved by the then Senator Muhammad Azam Khan Swati regarding the forged passport and ID card carrying his picture used by unknown person for import of car, be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi, please move item No. 4.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I the Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, to present report of the Committee on the Privilege Motion moved by the then Senator Muhammad Azam Khan Swati, regarding the forged passport and ID card carrying his picture used by unknown person for import of car.

Mr. Acting Chairman: Report stands presented.

ابھی مغرب کا وقت بھی ہو رہا ہے، ابھی مغرب کا وقفہ کر کے پھر we should restart at 6.00 pm. ابھی آدھے گھنٹے کے لیے adjourn کرتے ہیں۔ Then we will get together again 1800 hours.

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے اجلاس ملتوی کیا گیا)

T06-25JAN12 UR/AZHAR ER/ZAFAR/Ed.Zaidi UR1 6.00 PM

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت قائم مقام چیئرمین جناب جان محمد خان جمالی دوبارہ شروع ہوئی)

Mr. Acting Chairman: Khokhar Sahib, you may now take up item No. 5. Mr. Mustafa Nawaz Khokhar, Advisor to the Prime Minister on Human Rights may move the motion.

Mr. Mustafa Nawaz Khokhar (Advisor to the Prime Minister): I beg to move that the Bill to provide for establishment of a National Human Rights Commission [The National Commission for Human Rights Bill, 2011] be passed.

Mr. Acting Chairman: Is it opposed? Yes Professor Khurshid *Sahib*.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جہاں تک اس bill کے مقاصد کا تعلق ہے، ان سے ہمیں پورا پورا اتفاق ہے اور ملک میں جو حالت human rights violation کی ہے، ملک کے تقریباً سب ہی حصوں میں لیکن خاص طور پر بلوچستان، کراچی، خیبر پختونخوا اور پنجاب کے چند علاقے ہیں۔ جو arrangement اس وقت ہے، یعنی Courts اور بلاشبہ دستور کے تحت Courts کو اس معاملے میں *Suo Motu* معاملہ شروع کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے اور Courts نے اس پر عمل بھی کیا ہے، جس کی ہم تحسین کرتے ہیں۔ اس context میں gravity of the problem کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ایسا independent commission بنایا جاتا ہے تو کم از کم اس کے concept کی حد تک میں پورا پورا اتفاق کرتا ہوں۔ جس بات کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے، وہ دو ہیں۔ ایک یہ کہ یہ bureaucracy کا ایک اور wing نہ بن جائے۔ لوگوں کو accommodate کرنا، state exchequer پر بوجھ، ایسے کئی تجربات کر کے ہم دیکھ چکے ہیں۔ ہمیں safeguard کرنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو۔ دوسری چیز political ہے۔ اسے independent کہا ہی نہیں گیا ہے، اسے independent ہونا چاہیے اور اس میں integrity والے وہ افراد ہونے چاہئیں جو above politically loyalty ہوں۔ ہمارا دستور، بین الاقوامی قانون اور اسلامی قانون، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا الوداعی خطبے سے بڑا human rights کا charter اور کون سا ہو سکتا ہے۔ ہمارے دستور میں بھی ان حقوق کو law کی اس provisions کے ساتھ کچھ dilute کر کے لیکن رکھا گیا ہے۔ ان دو باتوں کو safeguard کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک bureaucratic agency کا ملنا ہے اور دوسرا یہ کہ political influence سے اسے باہر ہونا چاہیے۔ Bill کو میں نے جب پڑھا تو اس میں مجھے یہ بات پسند آئی کہ appointment کے سلسلے میں Leader of the House

institutions کے and Leader of Opposition کی consultation ضروری رکھی گئی ہے جیسا کہ اٹھارھویں ترمیم میں کئی اہم institutions کے لیے رکھا گیا ہے۔ اس کے لیے پارلیمانی کمیٹی کو جو point of reference بنایا گیا ہے، وہ بھی میرے خیال میں صحیح ہے اور اس کے لیے بھی آپ نے وہی pattern اختیار کیا ہے جو ہم نے اٹھارھویں ترمیم میں کیا ہے یعنی Opposition and Government سے برابر برابر اور National Assembly and Senate سے two third, one third یہ چیزیں میری نگاہ میں مناسب ہیں لیکن جو چیز میرے لیے بہت پھیکی ہے، وہ ہے appointment کا طریقہ۔ پہلی بات اس میں یہ کہی گئی ہے کہ (جاری)

T07−25JAN2012---ASHFAQ/ED.ALTAF---UR5---6.10PM

جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔سینیٹر پروفیسر خورشید احمد۔۔۔

اس میں پہلی بات یہ کی گئی ہے کہ

Appointment of Chairperson and members:− The Federal Government shall, through public notice, invite suggestions for suitable persons for appointment as Chairperson and members of the Commission and after proper scrutiny, shall submit a list of these persons to the Prime Minister and the Leader of the Opposition in the National Assembly.

یہ عجیب و غریب معاملہ ہے کہ آپ کہیں کہ لوگ خود apply کریں یا دوسرے لوگوں کے نام دیں، کتنی تعداد میں یہ نام آئیں گے، آپ نے کوئی criterion مقرر نہیں کیا۔ آپ ذرا دیکھیں کہ criterion کیا ہے، criterion میں یہ کہا گیا ہے کہ "a member shall not be less than 30 years of age and shall have knowledge and experience relating to human rights" یہ کتنی vague چیز ہے۔ آپ اتنا اہم ادارہ بنا رہے ہیں، اس کو ساری powers دے رہے ہیں جو judiciary کو حاصل ہوتی ہیں اور آپ اس کے بعد qualification and procedure of appointment کو بھی اتنا vague رکھتے ہیں، میری نگاہ میں اس کی بہت thoroughly examine کی ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین! تجویز دوں گا کہ آپ نے جس طرح ماضی میں کیا ہے اور ہم سے حکومت نے تعاون کیا، اس کو Law کی کمیٹی کو refer کیا جائے اور Human Rights Committee کے ارکان اس میں شریک ہوں تاکہ دونوں Law and Human Rights relevant committees اس کو vet کریں، اس میں جو loopholes ہیں، ان کو دور کریں۔ اس میں جو مقاصد رکھے گئے ہیں، وہ کس طرح حاصل کئے جا سکتے ہیں، اس کے بعد اس کو یہاں پر لایا جائے۔ میں اس لیے یہ درخواست کروں گا کہ حکومت اس بات کو reconsider کرے اور اس میں جو lacuna ہے اس کو دور کریں اور جو مقاصد آپ کے سامنے ہیں، ہم ان

مقاصد کو approximately حد تک حاصل کر سکیں، ان کو کس حد تک حاصل کیا جا سکتا ہے۔ میری آپ اور متعلقہ وزیر سے بڑی مودبانہ درخواست ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی کھوکھر صاحب۔

جناب مصطفےٰ نواز کھوکھر: شکریہ، قابل احترام چیئرمین۔ Honourable Senator کی جو گزارشات ہیں، میں یہ نہیں کہوں گا کہ میں ان سے اتفاق نہیں کرتا جس وقت National Assembly میں یہ bill پیش کیا گیا، اس bill کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ وہاں پر unanimously pass ہوا۔ میری اور حکومت کی یہ خواہش ہو گی کہ یہ bill اس House سے بھی unanimously pass ہو۔ جس طرح پروفیسر صاحب نے ذکر کیا اور اس House کے honourable Members کی جو valuable inputs ہیں، ہم جو commission create کرنے جا رہے ہیں، اس میں ان کا valuable input چاہیں گے تا کہ ہم اس کو مزید بہتر بنا سکیں۔ جہاں تک انہوں نے اپنی ایک، دو گزارشات کا ذکر کیا، انہوں نے ایک، دو چیزیں محسوس کی ہیں کہ یہ bureaucracy کا wing نہ بن جائے یا اس میں political influence نہ ہو۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو اور اس لیے ہم نے اس میں جو طریقہ کار ہے، وہی رکھا ہے جو اس چیز کو ensure کرے کہ اس میں political interference and political appointees نہ ہوں اور bureaucratic appointees نہ آئیں۔ پارلیمانی کمیٹی chairman and members select کرے گی، Leader of the Opposition سے consultation کرے اور اس کمیٹی میں Senate one third representation کی ہو گی۔ بہر حال، شاید دیگر ممبران اس میں تبدیلی کرنے کے خواہاں ہوں، ہم ان کی inputs کو ضرور consider کریں گے اور ہم چاہیں گے کہ جس طرح میں نے پہلے کہا کہ یہ bill اس House سے بھی unanimously pass ہو۔ اسی spirit کے ساتھ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا، جس طرح honourable Senator نے فرمایا کہ یہ bill Law Committee کو refer کر دیا جائے۔ میں اس میں یہ گزارش ضرور کروں گا کہ Human Rights Committee کے ارکان اس میں شامل ہوں تا کہ ایک legal perspective بھی آجائے اور human rights کا perspective بھی آ جائے، اس میں دونوں کا view ضروری ہے۔ جناب! آپ کا prerogative ہے، آپ اس کو دیکھیں کہ آیا Human Rights Committee کو جانا چاہیئے، اگر یہ Law Committee کو جاتا ہے تو آپ یہ دیکھیں کہ اس میں Human Rights Committee کی شرکت کیسے ممکن ہو گی۔ اس سلسلے میں ان کی جو گزارشات ہیں، مجھے ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایس-ایم ظفر صاحب please, take the floor.

سینیٹر ایس-ایم ظفر: جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت شکریہ- اس وقت Human Rights کے بارے میں commission کی تشکیل کا جو bill table ہوا ہے، آپ بھی اس کی اہمیت سے اچھی طرح واقف ہیں- بد قسمتی سے اس وقت ہمارے پاکستان میں انسانی حقوق کے بارے میں جو ماحول ہے،وہ نہایت مایوس کن ہے، شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہم نے ابھی تک Human Rights Commission تشکیل نہیں کیا، یہ ان سب لوگوں کی بہت دیرینہ خواہش تھی جن کا تعلق انسانی حقوق سے ہے۔ ہم نے جب اس bill کو پڑھا ہے تو میں اس کے بارے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے رضا ربانی صاحب نے human rights کے متعلق ممبران کے لیے ایک bill کی circulation کی تھی جس کی مجھے بھی copy ملی، ہم نے ان کو کچھ سفارشات بھیجیں، میں جب ان تمام سفارشات اور ان کے بنائے ہوئے مسودے کو اس تناظر میں دیکھتا ہوں تو اس میں بہت بڑا تقابل ہے اور فرق موجود ہے۔ مجھے بھی پروفیسر خورشید کی طرح دو، چار باتیں عرض کرنی ہیں کہ اس میں ترامیم کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر human rights کی definition بڑی محدود ہے، اس میں human rights کی جو definition دی گئی ہے، وہ بہت مختصر ہے اور اسے تقریباً ایسے بنایا ہے جیسا کہ ہم نے آئین سے اس کا چربہ لے لیا ہو جبکہ human rights کو آئین کے علاوہ expand کرنے کی ضرورت پڑ گئی ہے اور ہمیں اس معاملے میں اس کی definition بھی درست کرنی ہو گی۔ Political جو بہت زیادہ emphasis آیا ہے، اس میں بھی صحیح طریقے سے ترمیم کی ضرورت ہے۔ جناب! اس کے علاوہ یہ عرض کروں کہ جہاں کہیں کسی کی appointment کا ذکر ہوا ہے، اس میں ایک بہت ہی اہم عنصر کا کوئی تعلق ہی نہیں رکھا گیا اور کوئی ذکر ہی نہیں کیا گیا کہ جس کو بھی کسی کمیٹی میں یا کسی کو appoint کرنا ہے، اسے کوئی human right کا کوئی تجربہ ہو، اس نے human right field میں کوئی کام کیا ہو۔ ہم نے اس میں خاص طور پر سفارشات بھیجی تھیں کہ اس کے ساتھ یہ بھی شرط رکھی جائے کہ جس شخص، فرد اور خاتون کو اس مرتبے تک پہنچایا جائے، اس نے اس field میں کم از کم کچھ کام کر کے دکھایا ہوا ہو تاکہ محسوس ہو سکے کہ واقعی Human Rights Commission اس لیے بن رہا ہے کہ وہ پاکستان میں human rights کا تحفظ کر سکیں۔ ان تمام سفارشات کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن کا ذکر کیا جا سکتا ہے، ہم جن کو کمیٹی میں لے کر آئیں گے اور چونکہ آپ نے اتفاق کر لیا ہے کہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ میں بھی یہ درخواست کروں گا کہ اس کو کسی نہ کسی کمیٹی کے

پاس بھیج دیا جائے، دونوں کمیٹیاں موجود ہیں، آپ چاہیں تو دونوں کا مشترکہ اجلاس بھی ہو سکتا ہے، اگر علیحدہ علیحدہ اجلاس میں دیر لگتی ہے تو آپ مشترکہ اجلاس کا بھی حکم دے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! محترم مشیر صاحب نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ میرا بھی یہی مطالبہ ہو گا، میں "statement of object and reason" کے تیسرے نقطے کی طرف توجہ مبذول کراؤں گا کہ

3. The formation of National Commission of Human Rights would not only fulfill the international obligation of establishment of such a commission but it shall also serve as driving force for negating the propaganda of Human Rights violation in Pakistan.

جناب چیئرمین! یہ صرف propaganda نہیں ہے، حکومت اس بات کا خود اعتراف کرتی رہی ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں افراد سالہا سال سے عقوبت خانوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کو کسی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا، یہ gross violation of human rights ہے، یہ propaganda نہیں ہے، بر سر زمین حقائق ہیں۔

جناب چیئرمین! گزشتہ جون میں صدر مملکت نے دو regulations پر دستخط کئے جو actions in aid of civil power for PATA and FATA تھے۔ جناب! وہ frontier crime regulation سے بھی بد ترین قانون ہے، اس کو قانون کہنا ہی غلط ہے، اس FCR میں death penalty نہیں ہے، اس میں death penalty بھی ہے اور اس میں جو evidence کی clause ہے، اس میں کسی فوجی کا کسی طرح کا بیان ہو، کسی کاغذ کے پرزے پر کچھ لکھا ہوا ہو، وہ conviction کے لیے کافی ہو گا، اس وقت یہ کالا قانون جاری ہو چکا ہے۔ جناب چیئرمین! human rights violation کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں اور وہ 27 جون 2011 کو notify ہوا ہے اور اس کا اطلاق with retrospective effect from 1st of February, 2008 سے ہوا ہے یعنی اس وقت سے جو human rights violations ہوئی ہیں، ان سب کو اس میں cover کیا گیا ہے۔۔۔

آگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔T08

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان (جاری): یعنی اس وقت سے جو human rights violation ہوئی ہیں ان سب کو اس میں cover کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! مسئلہ صرف ماضی کا نہیں ہے، مجھے پرسوں بتایا گیا اور آج بھی بنوں میں ہمارے دو ساتھیوں کو اٹھا لیا گیا ہے اور پتا چلا ہے کہ وہ آرمی کے قلعے میں بند ہیں، ISI کے پاس ہیں، اس وقت بھی violation جاری ہے۔ اس بات کو تو ہم welcome کرتے ہیں کہ کوئی کمیشن ہو لیکن حکومت کا track record بہت اچھا نہیں، حکومت کو اپنا track record درست کرنا پڑے گا اور پھر اس کے بعد ہمیں یقین آئے گا کہ اس کے مطابق کارروائی ہو گی۔

جناب چیئرمین! یہاں پر پارلیمنٹ کے سامنے رپورٹ پیش کرنے کی بات ہوئی ہے اور اس سے پہلے حکومت کی جو binding ہے کہ نظریاتی کونسل، NFC Award اور دوسرے کئی commissions کی رپورٹ حکومت نے آج تک کیوں پیش نہیں کی۔ ہم یہ کیسے مان لیں کہ آج یہ کمیشن قائم ہو گا تو اس کی رپورٹ ہمارے سامنے آئے گی۔ اس لیے حکومت پہلے اپنے طرز عمل کو درست کرے، اپنا track record درست کرے، اس کے بعد پھر ہم تیار ہیں۔ کمیشن کا قیام تو ہمارا مطالبہ ہو گا لیکن کمیشن آزاد ہو، بااختیار اور کوئی بھی ہو چاہے ISI ہو، چاہے Chief of Army Staff ہو، اگر وہ human rights کی violate کر رہا ہے تو he should be taken to task. اس کو کٹہرے میں لا کر کھڑا کیا جانا چاہیے، اسے پوچھا جائے اور اسے human rights کے violation کی سزا ملنی چاہیے، بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب والا! میں اس پر زیادہ تقریر نہیں کروں گا۔ بنیادی طور پر جو نقطے پروفیسر صاحب اور ایس۔ ایم۔ ظفر صاحب نے اٹھائے ہیں اور جیسے ابراہیم صاحب نے کہا کہ جہاں تک ہماری security agencies کے track record کا تعلق ہے تو اس کے لیے سب سے بڑی مثال خود اس وقت بلوچستان ہے، جس سے کہ آپ اچھی طرح واقف ہیں۔ وہاں پر جس طرح لوگوں کو اٹھایا جا رہا ہے یا جس طرح ان کو مار کر پھینک دیا جاتا ہے۔ دو تین واقعات تو ایسے ہیں کہ جس کے بارے میں نے خود سندھ ہائیکورٹ میں case کئے۔ وہاں ایک کرنل صاحب آئے اور انہوں نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ مجھے علم نہیں ہے کہ کدھر ہے مگر اس کے

12دن بعد اس کی لاش حب سے ملی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا کوئی bill لانے کے لیے ہمیں احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہمارے جو باقی ممبر حضرات ہیں ان کی باتوں کو میں endorse کرتے ہوئے یہی درخواست کروں گا کہ اسے کو کمیٹی کو refer کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کرنل طاہر مشہدی صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب میرا نمبر تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے اپنا mike off کردیا اور یہاں سے نام drop ہو گیا۔ میں نے تو آپ کا نام لیا تھا کیونکہ آپ کا نام آگیا تھا۔ میں monitor کو سیکھ رہا ہوں لیکن آپ کا نام monitor پر آگیا تھا۔ آپ نے جب off کیا تو ادھر سے نام بھاگ گیا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ تو پھر آپ کو جرمانہ ہو گیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جرمانہ نہیں ہوا۔ یا تو پھر ہم وہی دیسی طریقہ کار اختیار کریں، آج تک پاکستان میں دیسی طریقہ کامیاب ہے، technology تو ہمیں پھنسا دیتی ہے۔ جی مشہدی صاحب۔

Senator Col.(R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. The Government's decision to bring this Commission for Human Rights into existence on a better footing is to be appreciated. However, this bill, the way it stands in the prevailing situation in the country and the past track record of human rights violations in throughout Pakistan's history and especially today, the missing persons' cases in Balochistan, other atrocities being committed in prisons, even the high handedness of the normal Police forces, sometimes, they violate basic rights and other things. It is too serious subject of human rights to be given into the clutches of the Government. No Government would allow it to function properly because it always try to tilt it towards the Government stance and they would not like human rights violation to be reported.

However, we have come on the path of democracy. Democracy is being established in Pakistan. It is a very good sign. Let's hope that the institutions are to be

built up properly and in those institutions building this is one of the most important things that we should have a Commission that is absolutely independent of Government's interference. There are a lot of suggestions that can be made on the floor today but I also support the contention of my colleagues that if this is sent to the Law Committee and to the Human Rights Committee of the Senate, I think a much better, more purposeful and a most beneficial bill will be forthcoming. Thank you Mr. Chairman.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جناب رحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! حقیقت میں یہ bill ہمارے پاکستان کے آئین و قانون کی history ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اٹھارھویں ترمیم کے تحت صحیح معنوں میں فیصلہ ہوا، یہ ایک بہت اچھا اقدام تھا۔ Human Rights کا جنرل اصول ہے اور اس پر ایک concrete implementation ہے، یہ کمیشن کے لیے ضروری تھا کہ اسے implement کیا جا سکے۔ Human Rights کے حوالے سے یہ ہے کہ آپ جو جرائم و تشدد انسانوں کے خلاف کتابوں میں پڑھتے ہیں، وہ آج یہاں عام ہو چکے ہیں۔ اس constitution avenue پر اگر کوئی آدمی جا رہا ہے، اسے پکڑا جاتا ہے، اس گاڑی میں ڈالا جاتا ہے، پھر اس کے انگلیاں کاٹی جاتی ہیں، اسے بے عزت کیا جاتا ہے اور اس سے نقد روپے وصول کیے جاتے ہیں۔ یہ تو ہمارے کیپٹل کی حالت ہے، باقی جو تمام ملک میں حالات ہیں وہ اس سے مختلف نہیں۔ ابھی جب میں آ رہا تھا تو راستے میں مجھے بتایا گیا کہ breaking news ہے کہ کراچی میں صرف تین وکیل مارے گئے ہیں یعنی یہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔ آج کل یہ 12,18 figure سے نیچے ہو تو وہ کوئی figure نہیں ہے، یہ حالات ہیں۔

جناب والا! پہلے تو سٹیٹ کو صحیح طور پر committed ہونا ہے اور یہ کہ ہم ایسا کمیشن بنائیں کہ جس میں جرات ہو، ان کے پاس اتھارٹی ہو اور انہیں عوام کا اعتماد حاصل ہو کہ یہ واقعی impartial لوگ ہیں۔ جیسے پروفیسر ابراہیم خان صاحب نے کہا کہ aid of civil power……

جناب قائم مقام چیئرمین: Aid of Civil Power جب civil power چلی جاتی ہے تو پھر وہی power رہ جاتی ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! Roman Empire کے کم از کم کچھ principle تو تھے۔ یہاں تو جو ملٹری کا انچارج ہے اس نے بغیر کسی evidence کے فیصلہ کیا کہ اس نے جرم کیا ہے اور اسے پھانسی ملنی چاہیے تو اسے پھانسی ملے گی، کسی evidence کی ضرورت نہیں۔ FCR میں reforms کی بات ہوئی اور واقعی FCR میں reforms ہوئی ہیں لیکن اس کے مقابلے میں فوری طور پر یہ قانون مسلط ہو گیا ہے۔ اس طرح human rights کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اس کی protection بہت ضروری ہے۔ ہم تو حمایت کرتے ہیں، البتہ یہ ہے کہ اس کو واقعی کمیٹی میں لیجایا جائے تا کہ جتنی protection ہو سکتی ہے وہ ہو سکے۔ ہم اس پر متحد ہیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب حسیب خان صاحب۔

(جاری ہے T09)

T09-25JAN2012...............FANI\ED(Zafar Iqbal)..................6.30PM........................UR12

سینیٹر عبدالحسیب خان: شکریہ جناب چیئرمین! انسانی حقوق اور Human Rights کی بات ہو رہی ہے۔ ہم نے اس کو بہت چھوٹا کر دیا ہے۔ انسانی حقوق بہت زیادہ پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم کو اٹھارہ کروڑ میں سے سترہ کروڑ کی بات کرنی چاہیے۔ انسانی حقوق میں کسی کو تعلیم نہیں مل رہی، کیا انسانی حقوق میں صحت نہیں آتی، کیا انسانی حقوق میں روٹی نہیں آتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسانی حقوق کمیشن کے حوالے سے بہت ہی اہم بات کی جا رہی ہے۔ اس کو پہلی فرصت میں timeline کے ساتھ، کیونکہ یہ مسئلہ بہت لمبا ہو گیا ہے اور آپ کے پاس دونوں قسم کی کمیٹیاں موجود ہیں ان دونوں کو merge کر دیں اور timeline دے دیں تا کہ next session سے پہلے پہلے آپ کے پاس وہ چیز آجائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہمایوں خان صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: .Thank you Mr. Chairman میں اس Bill کو support کرتا ہوں۔ اس ملک کو اس کی انتہائی اشد ضرورت تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کرپشن اور دوسری چیزوں میں پاکستان پہلے دو تین نمبروں میں آتا ہے تو میرے خیال میں human right violation کے حساب سے بھی پاکستان پہلے دو، تین میں آتا ہوگا۔ اس میں بھی میرے خیال میں سب سے زیادہ

ہیں ، پولیس agencies ملوث ہیں ، جیسے حاصل بزنجو صاحب ، پروفیسر ابراہیم صاحب نے کہا کہ ہماری جو State Institutions ہے،دوسرے تیسرے جس کا جتنا اختیار ہے، عوام کو جتنا لوٹ سکتے ہیں یا خراب کرسکتے ہیں اتنا ہی زیادہ وہ violate کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام issues کو اور دوسرے معاملات کو بھی اس Bill میں address کرنا چاہیے۔ ہمارے ہاں بلوچستان میں اور دوسرے علاقوں میں جہیز کی وجہ سے باراتیں واپس چلی جاتی ہیں اور جس کی وجہ ڈیمانڈ کرنا اور اس طرح کی چیزیں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے issues بھی human rights violation میں include ہونے چاہییں لیکن یہ صحیح معنوں میں ایک independent commission بنے۔ Laws and rules ہمارے ہاں ہی بنتے ہیں، ہم لوگ خود یہاں پر بناتے ہیں لیکن اصل مسئلہ ان کی implementation ہے۔ جب تک یہ truly independent نہیں ہوگا اس وقت تک اس کی implementation نہیں ہوسکے گی اور اس وقت تک human rights violation میں نہ کمی کی جاسکے گی اور نہ ہی اسے ختم کیا جاسکے گا۔ میں بھی اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح support کروں گا کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہارون خان صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: .Thank you Mr. Chairman میں پروفیسر خورشید صاحب کے point کو second کرتا ہوں کہ جو selection process ہے through public notice اتنے important عہدوں کے لیے اور اتنے اہم کمیشن کے لیے آپ by public notice نہیں کرتے۔ میرا concern یہ ہے کہ اس کمیشن کے nine members ہوں گے۔ چار صوبوں کے ، ایک فاٹا کا ، ایک گلگت بلتستان کا، یہ چھ ہوگئے اور دو ممبر minorities کے ہوں گے اور ایک Chairperson یہ سب ملا کر نو ہوگئے۔ وزیراعظم نے ہر کیٹیگری میں تین تین نام بھیجنے ہیں اور there is this agreement تین نام Leader of the Opposition نے بھیجنے ہیں اور اس کے بعد آپ کے اوپر ایک condition ہے کہ at least تین خواتین بیچ میں ہونی چاہییں۔ یہ hypothetical ہے اگر کوئی اپنے خاص women names ڈالنا چاہیں تو باقی سب categories میں male بھیجیں اور تین categories میں دو، دو مرد اور ایک ، ایک خاتون کا نام بھیجیں تو then committee will be bound to select those female members because the committee can't send it back. اگر تین نام کمیٹی کو بھیجنے ہیں تو تین میں سے ہر حالت میں ایک منظور کر کے بھیجے گی so, what I am saying is اگر آپ یہ کمیٹی کو بھیجنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو یہ ضرور consider کریں کہ یہ choice

it can be used to have your specific ہے مگر choice تین عورتیں ضرور ہوں جو بڑی اچھی that minimum

میں categories اگر باقی سب آدمیوں کے بھیجیں اور تین names as far as women are concerned because

میرا then the committee will be bound to select those three women. بھیجیں woman ایک ایک

یہ point اگر commission consider کرلے تو مہربانی ہوگی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you very much جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری(قائد ایوان): شکریہ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ we appreciate the point

at least the members from the Opposition appreciated this Bill and the object and کہ of view the spirit of the Bill has been acknowledged. Certainly, it needs an improvement, I also

اگر ایک feel, and it may be sent to the Standing Committee. Let it be examined over there

اچھا قانون بن کرآئے گا تو

that will be beneficial for whole of the nation. So, I think it be sent to the Committee over there.

جناب قائم مقام چیئرمین: کھوکر صاحب !آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں اس پر۔

جناب مصطفی نواز کھوکر: شکریہ جناب چیئرمین۔

I am thankful to the Leader of the House what he has mentioned and also thankful to all the members of this august House that they have principally agreed to the idea and principally agreed to support the Bill and

جو ان کی گزارشات ہیں جیسے کہ میں نے پہلے کہا کہ ان کو ہم کمیٹی کے اندر consider کریں گے، وہ ایک valuable input ہوگا اور

وہ کمیشن کو مزید بہتر بنانے کے لیے ہوگا جس کو ہم welcome کرتے ہیں۔ However, there is one thing that I will

like to point out کہ یہ جو کمیشن بنانے کی ضرورت ہے

it has been pending since 1993. It has been more than eighteen years that on the International forum including Pakistan, every member state, every state party was required to establish a National Commission on Human Rights.

تو اس میں جو اہم چیز ہے اس کو تھوڑا سا پڑھ دیتا ہوں

That the UN member states are under obligation to establish independent National Human Rights Institutions which is considered as a single criterion to judge states' commitment towards the protection and promotion of Human Rights.

اس میں اہم چیز یہ ہے کہ یہ ایک بہت بنیادی criterion ہے کسی بھی state party کی commitment کا جو وہ human rights کو judge کے لیے دیتے ہیں۔ جس طرح یہاں پر محترم سینیٹر خان صاحب نے ذکر کیا اور دیگر اور ساتھیوں نے بھی ذکر کیا کہ timeline ہو، اس کے لیے میں گزارش کروں گا کہ آپ جس بھی کمیٹی کو بھیجتے ہیں چاہے یہ joint committee ہی ہو تو اس میں timeline ضرور دیجیئے گا کہ within certain time period یہ چیز طے ہو جائے۔

جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ محترم سینیٹر صاحبان نے درست نشاندہی کی کہ پاکستان میں human rights کی جو condition ہے وہ بڑی dismal ہے اور اس کو بہتر بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ میں ایک اور چیز اور اس کی importance کا بھی معزز سینیٹرز کی خدمت میں عرض کردوں جس سے اندازہ ہو گا کہ Ministry of Human Rights اس وقت ایک process undertake کر رہی ہے جس کا نام UPR ہے جس کو Universal Periodic Review کہتے ہیں یہ UN کے اندر Human Rights Council میں ایک سسٹم ہے کہ جس کے تحت state party کو، ہر ملک کو چار سال کے بعد اپنی human rights condition کی صورتحال کی رپورٹ جمع کرانی ہوتی ہے۔ In other words, you can also call it a human rights audit وہ ابھی ہم کرنے جا رہے ہیں اور اس سال ہم نے اپریل میں وہ رپورٹ تیار کرکے دینی ہے، by May وہ رپورٹ انشاءاللہ تیار ہو گی اور ہم نے وہ UN میں submit کرنی ہے اور جس طرح محترم سینیٹرز کی considerations تھیں regarding human rights condition in Pakistan specially in Balochistan تو اس حوالے سے میں اس ضمن میں یہ عرض کردوں کہ میں نے specially ensure کیا ہے، جب ہم نے consultative process شروع کیا تو اس process کو شروع کرتے

ہوئے میں نے categorically as policy یہ بات UN میں clear کی کہ یہ جو رپورٹ ہوگی، جو اس سال ہم UN میں submit کریں گے اس کے اندر ہم پاکستان کی human rights کی جو condition پچھلے چار سالوں میں رہی ہے ہم کوئی چیز نہیں چھپائیں گے اس لیے کہ ہم as policy human rights violations کو کسی طرح بھی endorse as state نہیں کر رہے ہیں۔ اگر کوئی ایسی violations ہو رہی ہیں تو وہ individual actions ہیں، ان individual actions میں state involve نہیں ہے، individual لوگ ملوث ہیں جو شاید disappearances میں بھی ملوث ہوں، شاید تشدد میں بھی ملوث ہوں اور اس چیز کو as state policy نہ لیا جائے

that Pakistan has nothing to hide. Pakistan is not going to put anything under the carpet and Pakistan is going to put the human rights situation on the table as it stands.

اس میں کافی چیزوں کا ذکر کیا۔ بہرحال وہ چیزیں تو کمیٹی میں بھی discuss ہوں گی۔ فاٹا کا بھی ذکر آیا اور میں محترم سینیٹر کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ اس میں کچھ جو قوانین ہیں، ریگولیشن، ہیں ان کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے لیکن اگر آپ آج سے سال پہلے چلے جائیں یا جب سے یہ regulation آیا ہے تو یہ اس framework میں exist نہیں کرتا تھا، اب ایک framework ہے۔ لہذا اسے بہتر بنانے کے لیے اس framework میں گنجائش ہے۔ آپ نے دو چیزوں کی درست نشاندہی کی کہ جو human rights کے perspectives ہیں انہیں regulation کے اندر بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ ایک دو چیزوں کا آپ نے ذکر نہیں بھی کیا جب ہم بیٹھیں گے تو ان پر بھی ہم گفت و شنید کریں گے تو یہ ساری چیزیں کرنے کی ضرورت ہے اور اسی لیے ہم کمیشن بنانا چاہتے ہیں۔ ایک independent commission ensure کرنا چاہتے ہیں تاکہ مستقبل میں پاکستان کے اندر جو بھی violations ہوں، جو بھی ان کو commit کرے اس کو check کرنے کے لیے as a watch dog ہمارے پاس ایک impartial and neutral institution موجود ہو اور ہم کمیٹی میں ان تمام چیزوں کو discuss کریں گے۔ تمام معزز ممبران کے جو views ہیں، جو ان کے نقاط ہیں ان کو کمیٹی میں ضرور دیکھیں گے۔ شکریہ۔ آگے جاری----------------------T10

T10–25Jan2012 ER5/Rafaqat Waheed/Ed:Zafar Iqbal 6:40 pm

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے میں formally propose کرتا ہوں کہ یہ بل Standing Committee on Law کو بھیجا جائے اور Standing Committee on Human Rights کے تمام افراد بھی اس میں شریک ہوں اور جن لوگوں نے سینیٹ میں اس معاملے کو initiate کیا ہے، وہ بھی شرکت کرنا چاہیں تو کریں تاکہ یہ کام جلدی ہوسکے۔ مجھے اتفاق ہے رضا ربانی کی اس بات سے کہ زیادہ سے زیادہ وقت دے دیجیے۔ Next session جو ہمارا فروری میں ہورہا ہے اس میں لازماً کمیٹی کی رپورٹ کے ساتھ بل آجائے تاکہ ہم آگے بڑھ سکیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ Treasury Benches کے سب لوگ اس idea کے ساتھ agree کرتے ہیں۔

The Bill is referred to the Committees on Law and Human rights, both of them jointly. On the first day of the next session, that is going to be in third week of February, this report will be laid. You will have to have these meetings in these 20 days.

رضا صاحب! کیا بیس دنوں میں آپ complete کرلیں گے؟

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, most of the electoral process will start and lot of Senators would be caught up in that also.

جناب قائم مقام چیئرمین: دو صوبوں کے مسئلے تو تیزی سے نمٹا لیے جائیں گے جبکہ دو کے رہ جائیں گے۔ فاٹا کا مسئلہ تو سیدھا سادھا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: بہرحال بیس دنوں میں ہو نہیں پائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کرلیں تو بہت وقت ہے۔ We have to bring it on the first day of the coming session that is going to take place in the third week of February. ہم ایک cut of date دے دیں گے۔

There is a Call Attention Notice at Item No.7 in the names of Senator Prof. Khurshid, Prof. Ibrahim Khan and Afia Zia sahiba. Please move the motion.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی میں move تو کردیتا ہوں لیکن میرے گلے میں ذرا تکلیف ہے، میں چاہوں گا کہ پروفیسر ابراہیم صاحب اسے move کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ ہم سینیٹ کے قواعد وضوابط مجریہ 1988 کے قاعدہ 59 کے تحت ایوان کی توجہ اہم معاملے کی طرف دلوانا چاہتے ہیں جو کہ پاکستان میں شرحِ خواندگی کی دگرگوں صورتحال سے متعلق ہے۔

جناب چیئرمین! مورخہ 8 ستمبر کے print and electronic media کی reports کے مطابق پاکستان شرحِ خواندگی میں نیپال سے بھی پیچھے رہ گیا ہے۔ 173 ممالک کی فہرست میں پاکستان کا شرحِ خواندگی میں 157واں نمبر ہے۔ لہٰذا ایوان اس کا نوٹس لے۔ جناب چیئرمین! یہ 8 ستمبر کے روزنامہ جنگ کی خبر ہے۔ شرحِ خواندگی میں نیپال پاکستان سے آگے نکل گیا۔ 173 ممالک کی فہرست میں پاکستان کا 157 واں نمبر ہے۔ دنیا کے دو تہائی بالغ ناخواندہ افراد کا تعلق جنوبی ایشیا سے ہے۔ پاکستان نے گزشتہ مالی سال تعلیم پر سب سے کم خرچ کیا۔

جناب چیئرمین! ہم نے Millennium Development Goal میں پوری دنیا کے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم GDP کا 4% تعلیم پر خرچ کریں گے۔ بڑی مشکل سے GDP کا allocate 2% ہوتا ہے، پھر release اور utilization کو اگر دیکھا جائے تو میرے خیال میں ایک فیصد سے تھوڑا اوپر ہوتا ہے۔ یہ بہت ہی افسوسناک صورتحال ہے۔

جناب چیئرمین! تعلیم کے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے۔ تعلیم کے میدان میں ہماری یہ صورتحال ہے کہ بجٹ میں اگر cut لگتا ہے تو سب سے پہلے تعلیم کے بجٹ پر cut لگتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ تعلیم پر کوئی cut نہ لگے، دوسری جگہوں سے اٹھا کر تعلیم میں ڈالا جائے لیکن یہاں سب سے پہلے تعلیم کا بجٹ کاٹا جاتا ہے اور اسے دوسروں چیزوں میں ڈالا جاتا ہے۔ تعلیم کی اہمیت مسلمہ ہے جسے پوری دنیا تسلیم کرتی ہے۔ جنابِ سعدیؒ نے تو یہ فرمایا تھا کہ (فارسی) اللہ کی پہچان بھی بغیر علم کے ممکن نہیں ہے۔ اس لیے میری آپ کی وساطت سے یہ درخواست ہوگی کہ حکومت اس سلسلے میں کام کرے اور شرح خواندگی اور تعلیم کے شعبوں پر پیسہ خرچ کیا جائے۔ ہماری موجودہ شرح خواندگی پوری دنیا میں ذلت ورسوائی کا سبب ہے۔ ہمیں قوموں کی برادری میں ایک باوقار قوم کی حیثیت سے جینے کا اہل بنایا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پیرزادہ صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ (وفاقی وزیر برائے پیشہ ورانہ و تکنیکی تربیت): شکریہ جناب چیئرمین۔ معزز سینیٹرز نے ایک توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے، سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ 18th Amendment میں تعلیم کا شعبہ صوبوں کو devolve ہو گیا۔ صوبوں کو منتقل کرنے کا مقصد اس شعبے کو uplift کرنا تھا تاکہ صوبوں اور مرکز میں تضاد کو ختم کیا جائے۔ Education For All جو کہ ایک vertical programme تھا، وہ ہمارے پاس ہے۔

مختلف educational surveys ہوتے رہے ہیں۔ 1998 میں جو سروے ہوا، اس کے مطابق ہمارا literacy rate 44% تھا۔ 2006 کے census کے مطابق 52% شرح خواندگی تھی۔ 2008 کے سروے کے مطابق 56% literacy rate تھا۔ According to the Economic Survey of 2009−10 and 2010−11, literacy rate of the country was quoted as 57.4% and 57.7% respectively. اس طرح یہ بتدریج بڑھتا جا رہا تھا۔ پھر overall literacy rate کے بارے میں ایک اور سروے ہوا، جس میں کہا گیا کہ سال 11−2010 میں 48% literacy rate ہے۔ بعض unofficial literacy rate جو quote ہوئے وہ quote 48% ہوئے جس کو national level پر نہیں مانا گیا جبکہ 58% کو جو کہ final figure تھی، کہا گیا کہ یہ ہمارا literacy rate ہے۔

جناب! شرح خواندگی میں کمی کی وجہ ایک اور بھی ہوئی کہ ہمارے ملک میں unanimous educational policies نہیں رہیں۔ کبھی ہم نے medium of instruction اردو کر دیا، کبھی انگریزی کر دیا۔ فاضل رکن نے صحیح کہا کہ جس rate سے ہمیں invest کرنا چاہیے تھا، ہم نے نہیں کیا۔ یہ پالیسی بھی پاکستان میں نہیں رہی کہ ہر سال education کا پیسہ بڑھایا جائے۔ Education system کی بہتری اور teacher's training کے معاملات پر بھی حکومتوں نے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ سینیٹر صاحبان کا یہ concern بجا ہے اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس شعبے میں بہت کچھ کرنا ہے۔ ہمیں صوبوں سے بھی مزید information منگوا لینی چاہییں۔ فاضل ارکان خود بھی ان سے پوچھیں، اگر ہمارے through پوچھیں گے تو بھی ٹھیک ہے، کیونکہ یہ provinces کی نمائندگی کر رہے ہیں تو یہ proper forum ہے۔

جناب والا! ہمارے کچھ فنڈز پچھلے سالوں میں floods اور زلزلوں کی وجہ سے disaster management کی طرف چلے گئے۔ ہمارا NCHD اور National Education Foundation کا جو متبادل نظام grass root level کے لیے تھا، devolution کے بعد یہ کہا گیا کہ اس کو ختم کردیا جائے لیکن پھر سپریم کورٹ نے اس کو بحال کردیا۔ اس کے بعد یہ میری منسٹری کے پاس ہے اور ہمیں ذمہ داری دی گئی ہے کہ اس پروگرام کو ہم چلائیں۔ یہ جو Call Attention Notice آپ نے دیا ہے، یہ ہمارے لیے تقویت کا باعث ہوگا کہ میں اپنے department کی طرف سے ہر ممکن کوشش کروں کہ اس مسئلے کو priority پر لیا جائے اور اس کی proper funding ہو اور GDP کے حساب سے جتنا پیسا پاکستان کا education میں آنا چاہیے، اتنا ملنا چاہیے۔ اس میں ہم پوری پوری کوشش کریں گے۔

اس وقت ہمارے پاس basic education کے سکولوں اور کمیونٹی سکولوں میں 547,000 بچوں کی registration ہے۔ ان سکولوں کو ہم بہت تھوڑا پیسا دے رہے ہیں، اصولاً تو -/7,000 روپے سے کم پر ہونا ہی نہیں چاہیے لیکن یہاں کا سکول ٹیچر تقریباً -/3,500 روپے میں ایک چھوٹا سکول چلا رہا ہے۔ آپ خود بھی بلوچستان سے ہیں، اس میں سب سے زیادہ کامیاب National Education Foundation ہے---------

(جاری-----T11)

T11-25-01-2012 ER/4/Bhatti/ED: A. Rauf 6:50 P.M.

میاں ریاض حسین پیرزادہ (وزیر برائے پیشہ وارانہ تعلیم و تکنیکی مہارت): (جاری-----T10) اس میں سب سے کامیاب National Education Foundation ہے، جو دور دراز علاقوں میں بہت تھوڑی تنخواہ میں کم از کم پرائمری تعلیم کے لیے کوشاں ہے اور جس کو حکومت لاگو نہیں کر سکی لیکن National Education Foundation نے اس کو لاگو کیا ہے۔ جناب والا! میں سینیٹر صاحبان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس مسئلے کو take up کیا اور یہ ہمارے لیے تقویت کا باعث بنے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ Points of order لے لیتے ہیں۔ جی حسیب خان صاحب۔

Points of Order

سینیٹر عبدالحسیب خان: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک بہت اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، آپ اسے حادثہ، مسئلہ یا کوئی بھی نام دے دیجیے۔ میں اس کی پوری تفصیل میں جانا چاہوں گا، Punjab Institute of Cardiology, Lahore میں ایک حادثہ ہوا ہے جس میں اکتالیس افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ اکتالیس نہیں ہے بلکہ اب اسی سے زیادہ ہلاک ہو چکے ہیں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: نہیں جناب والا! اکتالیس افراد مر چکے ہیں، 170 افراد ہسپتالوں میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ قریب المرگ ہیں لیکن یہ تعداد غلط ہے کیونکہ وہاں پر مریضوں کو روزانہ کی بنیاد پر پندرہ دنوں کے لیے دوائی دی جاتی ہے۔ وہاں کی OPD کے مطابق figures پندرہ سو سے دو ہزار مریض روزانہ، اگر لوگ پندرہ دنوں کی دوائی لے کر گئے ہیں تو اس وقت بیس ہزار مریض دوائی لے کر اپنے اپنے گاؤں اور دیہاتوں میں جا چکے ہیں۔ بیس ہزار کا مطلب ہے کہ اب وہ پندرہ دنوں تک واپس نہیں آئیں گے۔ جناب والا! یہ کوئی اغواء برائے تاوان نہیں ہے، یہ کوئی دہشت گردی نہیں ہے، اس میں missing persons والی بات نہیں ہے، یہ قتل عمد ہے، اٹھارہ بیس ہزار آدمیوں کا قتل کیا گیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ جناب والا! اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں healthcare system نہیں ہے۔ 2002 میں اسی حوالے سے ایک authority بنانے کی کوشش کی گئی تھی کیونکہ ہمارے ہاں صرف drugs control کی جاتی تھیں، healthcare system مادر پدر آزاد تھا۔ ڈاکٹر، ہسپتال، لیبارٹری اور testing, ہر چیز مادر پدر آزاد تھی۔ صرف اور صرف drugs control کی جاتی تھیں، اس کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوا۔ 2002 میں Drugs Regulatory Authority (DRA) بنانے کے لیے movement ہوئی، اس میں WHO آیا، اس میں NIH آیا اور تمام دنیا اکھٹی ہو گئی، .nothing happened آپ کے ہاں healthcare system exist نہیں کرتا تھا۔ اسی بنیاد پر دو ماہ پہلے اجلاس میں آپ ہی نے کمیٹی بنائی تھی جو HDRA پر کام کر رہی ہے۔ Healthcare and Drug Regulatory system کے آنے کے بعد میرے خیال میں کچھ بہتری ہو گی۔

جناب والا! میری آپ سے درخواست ہے کہ یہ صرف ایک manufacturing company نہیں ہے، یہ پورا مافیا ہے۔ اگر دوائی بنی ہے تو وہ purchase کی گئی ہے، purchase کرنے کا ایک نظام ہے۔ انہوں نے پورے پاکستان میں PPR Rules رکھے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو PPR Rules کے پابند ہیں۔ ان pharmaceutical companies کی prequalification کی جاتی ہے۔ آغا خان ہسپتال ہو، defence purchase ہو، جتنے بھی بڑے بڑے ہسپتال ہیں، ان میں prequalification ہوتی ہے اور وہ اس میں سے یہ نکال لیتے ہیں کہ گھوڑے کون ہیں اور گدھے کون ہیں؟ پھر ان گھوڑوں میں مقابلہ ہوتا ہے اور جس کمپنی کے نرخ کم ہوتے ہیں تو اسے order دے دیا جاتا ہے۔ یہاں یہ ہوتا ہے کہ PPR Rules کے تحت بغیر prequalification کے دوائی خرید لی جاتی ہے۔ اس لیے میری درخواست یہ ہے کہ manufacturers, purchasers, laboratory test کرنے والے، اس میں payment

کرنے والے، اس میں indenters, doctors یہ سب involved ہیں۔ ایک کمپنی جس کا نام ڈاکٹر بھی نہ جانتا ہو اگر اس کی دوائی خریدی جائے گی اور اس کے لیے PPR Rules کا shelter لیا جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے deliberately قتل کرنے کا منصوبہ بنا لیا ہے۔

جناب والا! یہ دل کی دوائیاں تھیں، دل کے مریض کے پاس وقت نہیں ہوتا، جو دوائی اس کو دی گئی اگر وہ صحیح نہیں ہے تو وہ فوراً ہی مر جائے گا۔ اس کی انکوائری کئی لوگ کر رہے ہیں اور جس طرح انکوائری کی جاتی ہے، اس طرح کچھ بھی نہیں ہو گا۔آج سے ڈیڑھ سال پہلے میں نے move کیا تھا کہ جعلی پیراسیٹامول جس کے چالیس batches fail ہو گئے تھے اور جس کو NIH نے fail کر دیا تھا، اس کے متعلق کیا ہوا؟ آج تک کچھ نہیں ہوا، اس کا High Court سے stay order آ گیا، Ministry of Health کے panel پر جو وکیل ہیں، وہ لوگ ہیں جو چار پانچ سو روپیہ لے کر case کرتے ہیں، اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ وہ stay order ابھی تک موجود ہے اور اس کے بعد پیراسیٹامول بن رہی ہے، وہی کمپنی بنا رہی ہے۔ جناب چیئرمین! اگر ہم نے اپنا قبلہ ٹھیک نہیں کیا اور ہم خالی بات کر لیتے ہیں کہ law and order, کچھ لوگ law and order میں تو باقاعدہ planning کے ساتھ مارتے ہیں، جبکہ یہاں بھی ایک planning اور ایک غلط system کے تحت آپ لوگوں کو مار رہے ہیں۔ جناب والا! میری درخواست ہے کہ اس کے لیے ایک الگ کمیٹی بنا دی جائے جو صرف اور صرف لاہور میں جا کر اس کی پوری inquiry کرے اور اس پورے system میں ڈاکٹر سے لے کر manufacturer تک جو بھی آتا ہے، اس کو ہر حال میں قتل کی سزا دی جائے اور دفعہ 302 کے سزا دی جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہاں لاہور میں کافی advance stage پر inquiries ہو رہی ہیں۔ let's see what the results are over there? وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی order کی ہوئی ہے اور ان کے experts نے بھی بہت advance stage پر یہ inquiry شروع کی ہوئی ہے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں شہباز شریف صاحب کسی کو کوئی گنجائش نہیں دیں گے۔ جی ایس ایم ظفر صاحب۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: شکریہ جناب چیئرمین! میرا point of order اس ایوان کی ایک کارروائی سے متعلق ہے۔ 23-01-2012 کو محترم رضا ربانی صاحب نے ایک اہم قرارداد Article 6 of Constitution of Pakistan کے حوالے سے پیش کی تھی۔ جس کے بعد چیئرمین صاحب نے ایوان کے قاعدے کے مطابق ایوان سے پوچھا those in favour may say aye اور

ایوان کی بلاشک و شبہ اکثریت نے "ayes" کہہ کر قرارداد کی تائید کی۔ جب چیئرمین صاحب نے قاعدے کے مطابق دوسرا سوال پوچھا those against it may say no تو میں نے گزشتہ روایت کے مطابق اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے "No" کہا لیکن شاید میری آواز جو گرجدار نہیں ہے، وہ ان تک نہ پہنچی اور جہاں تک ہمارے sound system کا تعلق ہے، اسے جب تک چیئرمین صاحب خود on نہ کریں، وہ کام نہیں کرتا۔ چنانچہ انہوں نے یہ اعلان کرنے کے بجائے کہ ,ayes have it انہوں نے یہ حکم فرمایا کہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس معاملے میں record درست فرمایا جائے اور قرارداد متفقہ طور پر منظور کرنے کی بجائے یہ درج کیا جائے کہ .ayes have it and therefore, the resolution is passed شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے، میں نے notice لے لیا ہے اور Secretary *Sahib* کو بھی چیمبر میں کہہ دیا ہے کہ اسی طرح درست کر لیا جائے۔ ولی بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین! میرا point of order بجلی پر ہے لیکن یہاں پر کوئی بھی وزیر موجود نہیں ہے، ہم اپنی داستان کس کو سنائیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کو بھی پتا ہے کہ اب یہ سب تھوڑے دنوں کے مہمان ہیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: تھوڑے دنوں کے ہوں یا زیادہ دنوں کے، آج تو یہاں بیٹھے ناں، ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں، کم از کم اتنی تو اہمیت دے دیں۔ Points of order پر بات ہو رہی ہے، اب ہم کس سے بات کریں؟ جناب والا! بلوچستان میں بجلی بیس سے بائیس گھنٹوں کے لیے جاتی ہے۔ آپ کو بلوچستان کے بارے میں پتا ہے کہ وہ ٹیوب ویلوں پر چل رہا ہے، کوئی نہر ہے اور نہ پانی کا کوئی دوسرا انتظام ہے، یہ تو اللہ کی مہربانی ہے کہ ایک دو دن بارش ہو گئی ورنہ وہاں تو بارش بھی بہت کم ہوتی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس بارے میں کیا کر رہے ہیں؟ ہم کس سے پوچھیں؟ مہربانی کر کے آپ اپنی طرف سے پوچھیں کہ یہ بلوچستان کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ ہمارا صوبہ بلوچستان تو لاوارث ہے اور اس صوبے کو کوئی اپنے کھاتے میں نہیں ڈال رہا ہے۔ روزانہ لوگ مر رہے ہیں، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ کیوں ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: میں ضرور پوچھوں گا لیکن جن سے پوچھنا ہے وہ موجود تو ہوں۔ آج بخاری صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ Treasury Benches کے میرے دوست notice لے رہے ہیں۔ آپ بھی Treasury Benches پر ہیں، آپ بھی کوشش کریں، میں بھی آپ کی پوری مدد کروں گا، اس کا کچھ نہ کچھ کرلیں گے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: آپ کچھ مدد کریں ورنہ تو یہ سنتے بھی نہیں ہیں۔ اگر ان کے سامنے کوئی بات کی جائے تو اس کا الٹا پلٹا جواب دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جب نہ سننا ہوتا ہے تو یہ خطرے کی گھنٹی ہوتی ہے۔ طاہر مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین! میرا point of order سوات کے چار گاؤں، مٹہ، چپڑیال، بینگورہ اور دریش خالیہ کے متعلق ہے۔ ان کے 357 poor residents ہیں، انہوں نے آج سے پانچ چھ سال پہلے National Bank of Pakistan سے چھوٹے چھوٹے قرضے لیے تھے۔

(جاری-----T12)

T12−25Jan2012 Ashraf/Ed.Rauf Er.3 0700

سینیٹر مشہدی صاحب جاری----

انہوں نے پانچ چھ سال قبل نیشنل بنک آف پاکستان سے چھوٹے چھوٹے قرضے لیے۔ پاکستان میں قرضہ امیر آدمی کو تو ویسے ہی ٹیلیفون کال پر دے دیتے ہیں مگر غریبوں کو جب چھوٹا قرضہ بھی دیتے ہیں تو ان کے پاس اس دنیا میں جو کچھ ہو وہ گروی رکھ لیتے ہیں۔ ان کے پاس جو بھی پوری فیملی کا یعنی بچوں، بچیوں کا سونے کا زیور تھا security as رکھ لیا گیا۔ طالبان آئے تو انہوں نے اپنی talibanization کی، بنک لوٹے، جو بھی انہوں نے کرنا تھا سب کچھ کیا مگر جو بنک لوٹے اس میں سے وہ سونا لوٹ کر چلے گئے۔ اب جب یہ residents بیچارے بنک کے پاس گئے، یہ تین سال پہلے انہوں نے کوشش کی اور آج تک یہ رل رہے ہیں مگر کوئی ان کی بات سننے والا نہیں کیونکہ یہ غریب ہیں اس لیے پاکستان میں ان کی کون سنے گا۔ National Bank of Pakistan جو most profit earning bank ہے۔ جس کے گن گائے جاتے ہیں کہ اس نے اتنے percent کمایا اور ہر امیر آدمی کو اور ہر connected آدمی کو اور جس کا کسی کے ساتھ تعلق ہے اس کو loan دے دیتا ہے اور معاف بھی کر دیتا ہے، کروڑوں اور اربوں میں۔ اس بنک نے غریبوں کا سونا واپس کرنے

سے انکار کر دیا جبکہ حکومت نے پورے مالاکنڈ ڈویژن کے لوگوں کے قرضے معاف کر دیئے تھے۔ اب legally قرضے سب کے معاف ہیں۔ جب قرضے سب کے معاف ہیں تو بنک ان کے زیورات وغیرہ تو واپس کردے۔ اب again وہی غریبوں کو رلانے والی بات ہے۔ جب یہ لوگ گئے اور انہوں نے بنک پر pressure ڈالا تو بنک نے very, very kindly اپنی banking game غریبوں کے ساتھ ہی کھیلنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ایسے کریں کہ جو اس وقت سونے کی قیمت تھی یعنی پانچ سال پہلے کی وہ ہم سے لے لیں اور ہمیں رسید دے دیں کہ ہم نے آپ کا سونا واپس کر دیا ہے۔ جناب! اس ظلم سے ان کو روکا جائے۔

جناب! یہ National Bank of Pakistan or Ministry of Finance اس کا نوٹس لیں۔ It is only 537 اور اک غریب کا کیا زیور ہوگا صرف ایک انگوٹھی اور ایک ہار ہوگا اور اس کا مالک بھی 19 یا 20 گریڈ کا ہوگا تو اگر یہ واپس کر دیں گے تو کونسا پاکستان لوٹا جائے گا یا نیشنل بنک bankrupt ہو جائے گا۔ اگر یہ انصاف کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے گھر والوں کی بچیوں کی شادیاں بھی ہو جائیں گی اور مصیبت جس سے وہ گزرے ہیں وہ بھی کم ہو جائے گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: طاہر مشہدی صاحب، میں ذاتی طور پر تو آپ کو help کروں گا۔ نیر بخاری صاحب اجازت لے کر گئے ہیں because he was not feeling well. لیکن دوسرے ministers کا interest نہیں ہے تو پھر اب اس ہاؤس کا کریں کیا؟ یا تو Resolution لائیں کہ let us dissolve the Senate. اور کوئی طریقہ ہی نہیں رہ گیا۔ اب دیکھیں ابھی عبدالرحیم مندوخیل صاحب بات کرنا چاہتے ہیں اور پروفیسر ابراہیم اور ہمایوں خان صاحب بھی، یہ حضرات کس سے بات کریں گے۔ میں تو سنوں گا۔ میں کس کو سناؤں، کب تک سناؤں اور کیسے سناؤں؟ کاظم خان صاحب۔

سینیٹر محمد کاظم خان: جناب! آپ جو فلسفہ بیان کر رہے ہیں، ایسا نہیں ہوتا کہ اگر یہ نہیں ہیں تو ہمیں ہی مارا جائے بلکہ ان ministers کو sack کیا جائے۔ یہ کیا جائے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہمیں ہی مارا جائے۔ یہ ہاؤس کی خرابی ہے، یہ ملک کی خرابی ہے۔ نہیں، بلکہ جو سنبھالنے والے ہیں یہ ان کا قصور ہے۔ آپ کم از کم کہیں کہ ministers کو sack کیا جائے جو ہاؤس میں نہیں آتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یا یہ Resolution لائیں کہ ان کو چھ ماہ کے لیے sack کیا جائے اور اس کے بعد دوبارہ نئے الیکشن لڑیں۔ Treasury Benches والے بھی بیٹھے ہیں، Opposition والے بھی۔ چلیں نیر بخاری صاحب نے تو request کی کہ ان کی

طبیعت خراب ہے اس لیے ان کو جانے دیا جائے۔ ٹھیک ہے مگر کوئی اور minister تو آکر بیٹھے۔ کیا ہم ان وزراء کو بھی وہی گولی دے دیں جو Cardialogy Institute میں لوگوں کو دی گئیں ہیں، ہم بھی وزراء کو وہی کھلادیں؟ اسلام الدین شیخ صاحب بھی نہیں ہیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: وزیروں کو صرف جھنڈے اور ڈنڈے کا شوق ہے۔ گاڑیوں پر جھنڈے لگا کر جاتے ہیں اور اپنے کام کر رہے ہیں۔ پاکستان کے عوام نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ ان ministers کو تو ہم جانتے بھی نہیں کہ یہ ہیں کون۔ انہوں نے تو آکر اس ہاؤس میں اپنے آپ کو introduce بھی نہیں کرایا۔ ہم لوگ انہیں نہیں پہچانتے تو پاکستان کے عوام کیا پہچانیں گے۔ آدھے سے زیادہ یا 3 quarters of the ministers کے نام یا شکل میں نہیں جانتا کیونکہ انہوں نے کبھی یہ گوارا نہیں کیا کہ اس ہاؤس میں آکر chair کو یا کسی member کو شکل دکھا دیں۔ وہ جو اس ہاؤس کے ساتھ کرتے ہیں یہ breach of privilege of the House ہے۔ یہ جو کر رہے ہیں یہ تو contempt of the House کر رہے ہیں۔ contempt of the House is to be treated under the rules as exactly the same as if it is contempt of court. It is to be treated exactly in the same manner. Sir, Chair اس پر ruling دے۔ آپ ان کے اس action کو as contempt of the House treat کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی حسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب! یہ جو بتائی گئی problem ہے اس کا واحد حل یہ ہے کہ پہلے تو یہ دیکھیں کہ ایسا کیوں ہے کہ ministers نہیں آتے۔ بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں Prime Minister Sahib نہیں آتے اور Prime Minister Sahib ہمیں own نہیں کرتے۔ اگر وہ یہاں آنا شروع کر دیں گے تو آپ یقین جانیں کہ ministers بھی آیا کریں گے۔ میری درخواست یہ ہے کہ آپ نے آج جو سنا ہے اس کی رپورٹ Prime Minister Sahib کو پیش کیجئے اور درخواست کریں کہ کم ازکم ہر سیشن میں ایک مرتبہ آجایا کریں بلکہ پورے ہفتے میں ایک دن، پھر next week میں ایک دن آجایا کریں۔ دو دن اگر وہ آیا کریں گے تو ministers بھی آنے لگیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کیفیت میں تو کوئی تک نہیں بنتا۔ ادھر اگر ministers نہ ہوں تو آپ کے points of order کون سنے گا اور convey کون کرے گا۔ جی کاظم خان صاحب آپ کچھ بتائیں، legal mind ہیں۔

سینیٹر محمد کاظم خان: میں ایک واقعہ سناؤں کہ ایک کورٹ میں کیس تھا اور اس میں حصہ داری کا مسئلہ پیش ہوا۔ سن لیں، مجھے تھوڑا سا opposition سے گلہ ہے۔ مشاہد اللہ صاحب بیٹھے ہیں، مجھے دیکھ رہے ہیں۔ تو اس میں خان صاحب کا بھتیجا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ بیٹی سے شادی کون کرے گا۔ اس نے جواب دیا کہ میں۔ باغ کون لے گا تو اس نے کہا کہ میں۔ یہ مربعے کون لے گا، اس نے کہا کہ میں۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ ایک ارب قرض بھی ہے وہ کون دے گا۔ تو وہ رشتہ داروں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ بھی کچھ بولیں کہ میں ہی بولے جاؤں۔

میں مشاہد اللہ صاحب کو یہ واقعہ سنا کر اپوزیشن سے گلہ کرتا ہوں کہ یہ بھی کچھ بولیں۔ یہ ہمیں مروانے کے لیے تیار ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں وہ تین مائیک on ہیں، میں گرین لائٹس دیکھ رہا ہوں لیکن کس کو کہیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: اب انہوں نے مجبور کر دیا، مجھے مجبور کر دیا۔ دیکھیں میں تو دیکھ رہا ہوں کہ تقریباً تین سال ہونے والے ہیں کہ آپ نے ہر حربہ استعمال کر لیا کہ ministers آجائیں اور آ کر سوالوں کے جواب دے دیں۔ وزیر اعظم صاحب سے بھی پتا نہیں کتنی مرتبہ شکائتیں ہوئی ہیں مگر اثر کچھ نہیں ہوا۔ اثر کا یہ دیکھیں کہ

اتنی ویراں تو کبھی صبح بیاباں بھی نہ تھی

جناب قائم مقام چیئرمین: ذرا زور سے شعر کہیں کہ ہم بھی غور سے سن لیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: جی عرض کرتا ہوں کہ

اتنی ویراں تو کبھی صبح بیاباں بھی نہ تھی
کوئی ساعت کبھی اس درجہ گریزاں بھی نہ تھی
اے وطن! کیسے یہ دھبے در و دیوار پہ ہیں
کس شقی کے یہ طمانچے تیرے رخسار پہ ہیں

اب تجویز ایک ہی رہ گئی ہے کہ سینیٹ کے الیکشن ہونے والے ہیں اور وزیروں کے آنے کی اب ایک ہی صورت ہے کہ ہندوستان سے XXXX* کو بلوا کر اسے سینیٹر بنوا دیں اور ہو سکے تو ڈپٹی چیئرمین بنوا دیں اس کو۔(مسکراتے ہوئے)۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ XXXX کو ڈپٹی چیئرمین بنا لیں اور اس سے کسی اعلیٰ چیز کو چیئرمین بنا لیں۔ پھر وزیر اعظم بھی کسی کو بنا لیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: یہی کرنا پڑے گا اور مجھے بتائیں کہ کوئی طریقہ رہ گیا ہے؟۔ (قہقہہ لگاتے ہوئے)۔

جناب قائم مقام چیئرمین: XXXX کے لحاظ سے ٹھیک ہے۔ ان کا بھی حق ہے، right ہے الیکشن لڑنا۔ رونالڈ ریگن بھی فلم انڈسٹری سے صدر بن گئے تھے اور شترو گھن سنہا بھی لوک سبھا میں ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ سینیٹ کے حوالے سے بات ہے۔ ان کا ذکر میرا خیال ہے درست نہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں جی اس لحاظ سے کرتے ہیں ۔ ہم XXXX* کے لفظ کو expunge کرتے ہیں۔ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ کیا کریں گے؟ اچھا بات سنیں، میں adjourn in disgust House کر رہا ہوں for tomorrow 10:30. The ministers are absent. I am going to take it up with my Chairman just after this adjournment. کل صبح ساڑھے دس بجے پھر اکٹھے ہوں گے۔ Thank you very much. چلیں جی چیئرمین صاحب سے بات کریں جا کر۔

[The House was then adjourned to meet again on 26th January 2012 at 10:30 a.m.]

---

*XXXX [Words expunged by the orders of Mr. Acting Chairman]

*XXXX [Words expunged by the orders of Mr. Acting Chairman]